حضرت محمد اسماعیل میاں وڈاؒ

مسجد سے بچوں کے قرآن پاک پڑھنے کی دلکش آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے انوار الٰہیہ کی بارش ہو رہی ہو۔ استاد باری باری بچوں کو پاس بلاتا اور بڑے پیارے سے سبق سن کر مزید سبق دے دیتا۔

استاد نے پکارا تو محمد اسماعیل ساتویں سپارے کو سینے سے لگائے استاد کے سامنے آکر بیٹھ گیا اور سبق سنانے لگا' پڑھتے پڑھتے ایک حرف پر محمد اسماعیل نے فتحہ پڑھا۔ استاد نے کہا کسرہ سے پڑھنا چاہیے۔ شاگرد فتحہ پر اور استاد کسرہ پر اصرار کر رہا تھا۔ جب گفتگو طویل ہوئی تو پاس ادب شاگرد نے استاد کا قول مان لیا۔ رات کو بارگاہ صمدیت میں ملتجی ہوا۔

" اے باراللہ ! میرے استاد کو قرآن پاک کے حرف کے بارے میں بہ اقتضائے بشریت سہو ہوا ہے اور بجائے فتحہ کے کسرہ پڑھاتے ہیں اپنی رحمت سے ان کی غلطی کو صحت سے بدل دے۔"

رات کو آپ کے استاد مکرم کو خواب آیا اور غلطی کی اصلاح فرما دی گئی۔ صبح جب وہ بیدار ہوئے تو سمجھ گئے کہ محمد اسماعیل اولیائے کاملین میں سے ہے' دل و جان سے گرویدہ ہو گیا۔ صبح جب ہونہار ولی شاگرد قرآن مجید تھامے حاضر خدمت ہوا تو بڑی شفقت و محبت سے قریب بٹھایا اور کہا۔

"بیٹا تم ٹھیک تھے حرف پر فتحہ ہے کسرہ نہیں۔"

اور پھر اس کے والد کو بلا بھیجا۔

"خیر تو ہے مولوی صاحب آج صبح ہی بلا بھیجا ہے۔"

آپ کے والد نے پوچھا۔

"سب خیر ہے میں نے تم سے ایک خاص بات کرنی ہے۔" مولوی صاحب نے کہا تو وہ ہمہ تن گوش ہو گیا۔

"تمہارا بیٹا محمد اسماعیل اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اس کی تربیت بھی کسی استاد کامل سے ہونی چاہئے' میری رائے ہے کہ اسے حافظ عبدالکریم المعروف مخدوم صاحب ساکن موضع لنگر کی خدمت میں بھیجنا چاہیے۔ باپ نے مولوی صاحب سے بیٹے کے متعلق سنا تو بہت خوش ہوا۔ دل ہی دل میں اللہ کا شکر بجا لایا اور پھر وقت ضائع کئے بغیر بیٹے کو ساتھ لے کر موضع لنگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ مقام مقصود پر پہنچ کر حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کی نظر جب بچے پر پڑی تو پہچان لیا کہ وہ کس مقام و مرتبہ کا ولی اللہ ہے۔

باپ بیٹے کو ان کے سپرد کر کے واپس لوٹ گیا اور بیٹا شب و روز حفظ قرآن میں مشغول ہو گیا۔ حضرت مخدوم صاحب اس ولی شاگرد پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت بعہد اکبری ۹۹۵ ہجری میں موضع چھمنہ میں ہوئی جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ والد کا تعلق قوم کھوکھر سے تھا اور پیشہ

کے لحاظ سے زمیندار تھے لیکن بوجوہ آپ کو علاقے سے نقل مکانی کرنا پڑی اور موضع ٹوگراں ضلع جہلم میں سکونت اختیار کی۔ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی فریاد بڑی پاکباز' عابدہ و زاہدہ تھیں۔ دنیاوی امور و معاملات سے دل برادشتہ ہر وقت محبت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو قیام فرماتی تھیں۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ نماز تہجد کے بعد سورہ یٰسین کے وظیفہ میں مصروف تھیں کہ معاً" دیکھا کہ افق آسمان سے ایک روشنی نمودار ہوئی جس نے سارے عالم کو بقعہ نور بنادیا ہے۔ آپ اسی وقت بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو گئیں اور بڑی الحاح و زاری سے اس طرح التجا کرنے لگیں۔

" اے خالق ارض و سما ! اے رب العالمین ! اے حی القیوم ! میرے بطن سے جس قدر فرزند پیدا ہوں ان سب کو حافظ' عالم' قطب' عارف' بنانا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عبادت گزار بندی کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور دنیا نے دیکھا کہ آپ کے چاروں بیٹے حافظ قرآن اور عارف کامل تھے۔

حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حفظ قرآن پاک کے علاوہ جو ذمہ داری آپ کو سونپی گئی وہ مسجد اور گھر کے لئے پانی بھر کر لانا بھی تھا۔ آپ اس کی ادائیگی بڑی محبت اور لگن سے کرتے' ایک سال کے بعد آپ کو اس ذمہ داری سے فارغ کر دیا گیا اور لنگر کے لئے آٹا پیسنے پر مامور کر دیئے گئے۔ آپ نے بطیب خاطر اس ذمہ داری کو بھی بڑی خوبی سے نبھایا۔ دو وقت لنگر کے لئے جس قدر آٹا درکار ہوتا پیس کر پہنچا دیتے۔ اس دوران میں قرآن مجید کا ورد بھی کرتے رہتے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ مطبخ میں آٹا پہنچنے میں دیر ہو گئی' حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک درویش کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ درویش نے آکر حجرے میں دیکھا کہ حافظ محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ مشغول بحق

ہیں اور آٹے کی چکی ازخود چل رہی ہے۔ درویش بڑا حیران ہوا۔ الٹے پاؤں واپس لوٹ گیا اور جو دیکھا تھا جاکر حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں گوش گزار کر دیا۔ سنا تو آپ بہ نفس نفیس خود حجرے کی طرف تشریف لائے۔ دیکھا کہ حافظ صاحب دنیا و مافیہا سے بے نیاز مراقب ہیں اور آٹا ازخود پس رہا ہے۔ بہت مسرور و خوش ہوئے اور حافظ صاحب کو اسی حال میں چھوڑ کر واپس لوٹ گئے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

" اے اللہ العالمین ! اس شخص نے خدمت خوب انجام دی ہے۔ اپنے فضل و کرم سے اسے کامل و مکمل کر اور اس کے تبرکات و تبرعات تاقیام قیامت عوام و خواص کو پہنچا۔ اس کا ذکر خیر ہر پیر و جوان کی زبان پر جاری فرما اور خلائق کو اس کی شاگردی سے بہرہ مند کر۔"

جب آپ دست بدعا تھے تو ہاتف غیبی سے آواز سنی ۔
" ہم نے اس کا نام میاں وڈا رکھا ہے۔ "
اسی دن سے آپ کا یہ نام مشہور ہو گیا اور اس قدر مشہور ہوا کہ لوگوں کو اصل نام تک یاد نہ رہا۔

حضرت حافظ عبدالکریم المعروف مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ ابھی دعا سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت میاں وڈا نے آٹا اکٹھا کیا اور مطبخ میں پہنچانے کے بعد استاد گرامی کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوئے تو استاد نے بڑی شفقت سے قریب بٹھایا اور پھر ارشاد فرمایا۔
" بیٹا محمد اسماعیل آج کے بعد تم ہمارے مویشوں کا دودھ دوہ لایا کرو۔"
" جو حضور کا ارشاد "
آپ نے سر تسلیم خم کر دیا اور اس دن سے ٹوکرے میں برتن رکھ کر چراگاہ میں تشریف لے جاتے اور مویشوں کا دودھ دوہ کر لے آتے۔ مخدوم صاحب کے

ہمسائیوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی آپ سے یہ کام لینا شروع کر دیا۔ اور حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس لئے انکار نہ فرمایا کیونکہ وہ حضرت صاحب کے ہمسائے تھے اور ان کے کام کو استاد کے ادب میں شمار کرتے تھے۔ ایک مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا' جب استاد کا یہ ادب اور ریاضت بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئے تو دودھ کے برتنوں سے پر ٹوکرا جو آپ سر پر اٹھا کر لاتے تھے پھول کی طرح ہلکا محسوس ہونے لگا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ٹوکرا سر سے اوپر اٹھا ہوتا اور آپ تلاوت میں مشغول ہوتے۔ ایک روز حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ باہر کھیتوں میں تشریف لے گئے ہوئے تھے کہ حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ لیا۔ آپ نے لوگوں کا دودھ ان کے گھروں میں پہنچایا اور استاد کے وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ چھوڑا۔ حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو دو رکعت نماز نفل ادا کی اور پروردگار عالم سے ملتجی ہوئے۔

" اے اللہ حفظ قرآن مجید اس سعید طالب عالم کے نصیب کر اور ثمرات حفظ کلام الٰہی عطا فرما۔"

چنانچہ استاد کی دعا کی برکت سے آپ کو سارا قرآن پاک حفظ ہو گیا اور ظاہری و باطنی برکات روز افزوں میسر ہونے لگیں۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ۔

ہر کہ خدمت کرو او مخدوم شد
ہر کہ خود او دید او محروم شد

ایک دن گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں' ہوا بھی بڑی تیز چل رہی تھی' کسی پل میں زور و شور کی بارش برسنا چاہتی تھی' حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا۔

" بیٹا اسماعیل آج نمازیوں کے لئے ڈھیلے کون لائے گا' عنقریب بارش ہوا چاہتی ہے ڈھیلے تر ہو جائیں گے۔"

آپ نے سنا تو ٹوکرا اٹھایا اور ڈھیلوں کی تلاش میں چل کھڑے ہوئے' رات ہو

چکی تھی سیاہ بادلوں نے اندھیرا اور بھی گہرا کر دیا تھا ڈھیلے تلاش کرنے کے بعد لوٹنے میں دیر ہو گئی۔ تو حضرت مخدوم صاحب حجرہ کا دروزہ بند کر کے آرام فرمانے لگے۔ بارش راستے میں ہی شروع ہو گئی تھی جس نے لحظہ بہ لحظہ شدت اختیار کر لی، حجرے کے دروازے پر پہنچ کر آپ کھڑے ہو گئے۔ استاد کے آرام میں مخل ہونے کو سوئے ادب سمجھا لہٰذا ٹوکرے پر چادر ڈال دی اور خود دروازے پر کھڑے بھیگتے رہے۔ تہجد کے وقت جب حضرت مخدوم صاحب نے دروازہ کھولا تو سامنے شاگرد پانی میں شرابور کھڑا تھا، ادب و نیازمندی کے اس منظر کو دیکھ کر حضرت مخدوم صاحب کے ہاتھ بارگاہ صمدیت میں اٹھ گئے، گریہ و درد مندی کے عالم میں التجا کرنے لگے۔

" اے اللہ العالمین ! اے قادر مطلق ! اس طالب صادق کو مقصود و مطلوب تک پہنچا دے اور کامل و مکمل کر۔"

اس حال پر صاحب حال بزرگ حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ کرم ہمیشہ ادب پر ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تبرکات و تحائف حضرت میاں وڈا صاحب کو عطا فرمائے۔ حضرت مخدوم کے حقیقی بھائی اور ایک برادر زادہ بہت افسردہ و ملول ہوئے کہ ساری نعمت کسی اور کو مل گئی ہے۔ حضرت مخدوم کو علم ہوا تو ان کو بلا کر فرمایا۔

" میاں وڈا کو جو میں نے عطا کیا ہے وہ اس کی صادق العقیدت اور حسن خدمت کا نتیجہ ہے۔ البتہ تمہاری اولاد ان کی شاگرد ہو گی اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہو گی۔"

اس کے بعد حضرت مخدوم صاحب نے آپ کو اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لئے فارغ کر دیا اور اجازت دی کہ جہاں چاہو اقامت گزیں ہو کر درس قرآن مجید میں مشغول ہو جاؤ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تمہاری قبر پر تاحیات تدریس

قرآن مجید جاری رہے گا اور سلسلہ فیض و خیر برقرار رہے گا۔

مرشد سے رخصت ہونے کے بعد آپ لنگہ کھوجہ پہنچے جو لنگہ مخدوم صاحب سے دس بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ رات مسجد میں بسر کی۔ سوچا کہ کیوں نہ میں یہیں رک جاؤں۔ گاہے بہ گاہے مرشد کے دیدار سے بھی فیضیاب ہو آیا کروں گا۔ ابھی آپ عالم غنودگی میں تھے کہ بذریعہ الہام حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ کسی اور جگہ جا کر قیام کرو۔ اب یہاں سے جائے بغیر گزارہ نہ تھا' مرشد کا حکم تھا' لہٰذا یہاں سے چل کر موضع خوجیانوالی پہنچے اور دریا چناب کے کنارے ایک شیشم کے درخت کے نیچے ڈیرے ڈالے اور درس جاری کیا۔ طالبان علم کشاں کشاں کھنچے چلے آنے لگے اور آپ نے وہیں پڑھانا شروع کر دیا۔ جب کبھی بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا تو شیشم کا ایک پتا کھا کر ایک گھونٹ پانی پی لیتے اور پھر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ طالب علم جب بھوک اور پیاس کا ذکر کرتے تو انہیں بھی ایک پتا اپنے ہاتھ سے کھلاتے اور پانی پلاتے تو وہ بفضل تعالٰی سیر ہو جاتے تھے اور سستی و کمزوری قطعاً محسوس نہ ہوتی تھی۔

رفتہ رفتہ آپ کی شہرت دور و نزدیک پھیلنے لگی ہر شخص تمنا کرتا کہ آپ اس کے گاؤں میں سکونت اختیار فرمائیں تا کہ خیر و برکت ہو۔ خصوصاً" موضع خوجیانوالی اور امان اللہ پور جو لنگہ کے نام سے مشہور ہے کے لوگ ہر روز سواریاں لے کر آتے اور گاؤں میں چل کر رہنے کے لئے عرض کرتے' مگر آپ نہ گئے۔ ایک دن موضع امان اللہ پور کا چودھری میرداد آپ کو اپنی پشت پر سوار کر کے گاؤں میں لے گیا۔ اس کی محبت و عقیدت دیکھ کر آپ نے اس کی پشت پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا اور دعا فرمائی۔

" اے رب العالمین ! اس کی اولاد میں برکت دے۔ ہمیشہ ان کو اپنے فضل و کرم سے خوش و خرم اور باایمان وامان رکھ۔"

لہٰذا آپ کی دعا کا اثر آج بھی چودھری میرداد کی اولاد میں پایا جاتا ہے۔

بزرگان دین کرامت کو وجہ بزرگی تسلیم نہیں کرتے یہ ازخود رونما ہو جاتی ہے۔ موضع لنگہ کے قیام کے دوران حضرت میاں وڈا رحمتہ اللہ علیہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔ ایک دن آپ موضع سے باہر کہیں جارہے تھے کہ خیال آیا میرا کوئی حقیقی فرزند نہیں لیکن میرا چچازاد بھائی محمد صالح شرعا" میرا وارث ہو سکتا ہے۔ کیا اچھا ہو جو مجھ سے فیض حاصل کرے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے ولی کے دل میں گزرنے والے خیال پر مہر قبولت ثبت فرمائی' میاں محمد صالح جو ابھی کم سن بچے تھے حاضر خدمت ہوئے اور آپ ان کی تربیت فرمانے لگے۔ عرصہ چھ ماہ میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس دوران میں انہوں نے درختوں کے پتوں پر گزارا کیا۔ لیکن کسی سے ادھار لینا مناسب نہ سمجھا۔ جب آپ کو علم ہوا تو بھتیجے کے حق میں دعائے خیر کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے حد کمالات و اوصاف سے متصف ہوئے اور انہیں کی اولاد حضرت میاں وڈا رحمتہ اللہ علیہ کی جانشین ہوئی۔

جب لنگہ میں کافی عرصہ ہو گیا تو آپ نے وہاں میاں حافظ محمد فاضل کو جو آپ کا شاگرد رشید تھا خلیفہ مقرر کیا اور خود وہاں سے چل کر موضع مدھریانوالہ پہنچے۔ یہاں قوم ہنجرا آباد تھی۔ آپ کو یہ مقام پسند آیا' ڈیرے ڈال دیئے اور درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ روز افزوں آپ کی شہرت میں اضافہ ہونے لگا اور لوگ حاضر خدمت ہونے لگے۔ قوم ہنجرا کے لوگوں کو آپ کی شہرت ایک آنکھ نہ بھائی۔ بغض و حسد ترقی پاتا رہا' ایک دن انہوں نے مل کر صلاح مشورہ کیا کہ آپ کو علاقے سے نکال دینا چاہیے۔ چنانچہ قوم کے سردار نے ایک اوباش و آوارہ شخص کو اس کام پر مامور کیا۔

اس نے آپ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے اور دھمکی دی کہ اگر آپ یہاں سے نہ گئے تو لاٹھیوں سے خبر لے گا۔ چنانچہ آپ وہاں سے اٹھ بیٹھے' ولی اللہ کے دل کو آزردہ کیا' اللہ تعالٰی کو اپنے ولی کی شان میں قوم ہنجرا کی یہ گستاخی پسند نہ آئی۔ چنانچہ ان پر ایسے حالات وارد ہونے لگے کہ ساری قوم

پراگندہ ہو گئی۔ جہاں آباد تھے وہ جگہ ویران و خراب ہو گئی، اب ان کے مکانوں کے کھنڈرات وہاں ملتے ہیں۔

موضع مدھریانوالہ سے آپ طالب علموں کے ہمراہ چل کر موضع فتح پور پہنچے اور ایک درخت کے نیچے درس دینا شروع کیا۔ جب یہاں بھی مشہوری ہونے لگی تو نقل مکانی کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ لاہور آگئے۔ ایک ہفتہ بیت گیا۔ آپ اور آپ کے طلبہ بڑی تنگی و عسرت سے دن گزارتے تھے۔ سوچا کہ شاید یہاں کے لوگوں کا یہی وطیرہ ہے۔ لہٰذا اگلی صبح یہاں سے کوچ کر جانے کا ارادہ فرمایا۔ ان دنوں حضرت میر سید محمود بزرگ کو کشف ہوا کہ ایک کامل و عالم اور قطب زمان دل برداشتہ ہو کر یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہے، لوگ آپ کے فیض سے محروم رہیں گے لہٰذا علی الصبح حاضر خدمت ہوئے اور وہیں اقامت فرمانے کی درخواست کی۔ مزار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ پر بھی جا کر ایک قرآن پاک ختم کیا اور اس کا ثواب ان کی روح پرفتوح کو بخشا۔ رفتہ رفتہ طلباء کا ہجوم ہونے لگا اور وسیع جگہ کی تلاش شروع کر دی۔

آپ شب و روز علم و عرفان کے موتی لٹا رہے تھے کہ ۲۵ ماہ شوال المکرم ۱۰۸۵ ہجری کو جبکہ آپ کی عمر نوے سال تھی وقت وصال آگیا۔ لاہور میں وڈے میاں دا درس مشہور ہے جو آپ کی وفات کے بعد بفضل تعالیٰ جاری و ساری ہے۔ تقریباً سوا سو طالب علم اس میں موجود رہتے ہیں اور تعلیم قرآن حاصل کرتے ہیں۔ لنگر بھی جاری رہتا ہے۔ آپ کا عرس درس شریف میں ہر سال ۲۵ شوال المکرم کی رات کو منایا جاتا ہے۔ دور دور سے بزرگان دین و صلحاء وقت اور عوام الناس اس میں شریک ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

آپ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ دین اسلام کی تعلیم عام کرنی چاہئے۔ استاد کی خدمت اور ادب سے جو ثمرات و برکات حاصل ہوتی ہیں وہ ابدالاباد تک برقرار رہتی ہیں جن سے ایک عالم فیض یاب ہوتا ہے۔